دردِ وطن



پبلشرز پرکاش اینڈ برادرس لاہور

Sahni Om Prakash

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

دردِ وطن

چوٹی کے شاعروں کی چیدہ چیدہ نظموں کے
اِنتخاب کا مجموعہ

Dard-i Vatan

مؤلفہ

اوم پرکاش ساہنی

پبلشر:- اوم پرکاش اینڈ برادرس لاہور

ملنے کا پتہ:-
لاجپت رائے پرتھوی راج ساہنی
تاجران کتب لاہور

بار دوم ۲۰۰۰ (پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا چند پرنٹر)

قیمت ۵/

دیباچہ

یہ ایک چھوٹی سی کتاب محض اپنے اُن ہم عمر بھائیوں اور چھوٹے بچوں کے لئے پبلک میں پیش کرتا ہوں جن کا دل ابھی تک قومی کام کی طرف رجوع نہیں ہوا۔ میں آشا کرتا ہوں کہ میرے ہم وطن و ہم عمر بھائی اس ناچیز کتاب کو پڑھ کر فائدہ اٹھائیں گے اور پرماتما ہمارے دلوں کے اندر شکتی دیں کہ ہم قومی کام اور بھارت کی سیوا میں تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے سوراجیہ کو پراپت کر سکیں۔

آپ کا صادق

اوم پرکاش ساہنی

لاہور

مورخہ ۱۸ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

بندے ماترم

سُوجلام ۔ سُوپھلام ۔ ملیج شیتلام ۔ شسیہ شیاملام ۔ ماترم

بندے ماترم

شُبھر جیوتسنا ۔ پُلکت یامنیم ۔ پھل کُسمیت دُرم دل شوبھنیم

سوہاسنیم ۔ سومدھر بھاشنیم ۔ سکھدام ۔ وردام ۔ ماترم

بندے ماترم

ترنش کوٹی کنٹھ کل کل نناد کرالے دِو ترنش کوٹی بھجے دھرت کھر کروالے کے

بولے ما! تُہی ابلے بہو بل دھارنیم ۔ نمامی تارنیم ۔ رپودل وارنیم ۔ ماترم

بندے ماترم

تمہی ودیا ۔ تمہی دھرم ۔ تمہی ہردیہ ۔ تمہی مرم ۔ توم ہی پرانہ شریرے

باہو تے تمہی ماشکتی ہردے تمہی ما بھگتی ۔ تمہاری پرماتما گڑہی مندرے مندرے

تم ہی درگا وِش پرہرن دھارنی ۔ کملا کمل دل دہارنی

بانی ودیا دائیں نمامی توام ۔ نمامی کملام ۔ املام ۔ اتلام ۔ سوجلام ۔ سوپھلام ماترم

بندے ماترم

شیاملام ۔ سرلام ۔ سوسمتام ۔ بھوشتام ۔ دھرنیم ۔

بھرنیم ۔ بندے ماترم

بندے ماترم

ترجمہ

اعلیٰ جلوں والی ۔ اعلیٰ پھلوں والی ۔ چندن سی ٹھنڈی سبز کھیتوں والی ماتا کو نمسکار ۔ سفید چاندنی والی نکھری ہوئی راتوں والی ۔ کھلے ہوئے پھولوں سے لدے ہوئے درختوں کی قطاروں سے شوبھا نمان ۔ دلکش مسکراہٹ والی ۔ میٹھا بولنے والی سکھ دینے والی ۔ برکتیں برسانے والی ماتا کو نمسکار ۔

تیس کروڑ گلوں کی آوازوں سے پر رعب ساٹھ کروڑ ہاتھوں میں تلوار لئے ہوئے ہیبت ناک اِتنا بل رکھ کر پھر اے ماتا ۔ کیسے کمزور ہے ۔ بہت بل والی کو تارنے والی کو نمسکار ۔

دشمنوں کے دلوں کے منہ پھیر دینے والی ماتا کو نمسکار ۔

تم ہی ودیا ۔ تم ہی دھرم ۔ تم ہی دل ۔ تمہیں دل کا راز ۔ تمہیں تن میں جان لسکی تمہیں شکتی ۔ دل میں تم ہی بھگتی ۔ تمہاری ہی مورتی ۔ ہر ایک مندر میں براجمان تم ہی دس ہتھیار پہننے والی درگا ۔ کنول پھولوں میں رہنے والی لکشمی وِدیا دینے والی ۔ بانی تمہیں کو نمسکار ۔ لکشمی کو نرمل کو ۔ لاثانی کو نمسکار ۔

اعلیٰ جلوں والی اعلیٰ پھلوں والی ماتا کو نمسکار ۔

ہری بھری کو ۔ دل کی صاف کو ۔ مسکراتی ہوئی کو ۔ سجی دھجی کو پالن پوش کرنے والی کو نمسکار ۔

پرماتما اور اسکی عطا کردہ نعمتوں کی تعریف

از لالہ چند صاحب ملک

تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا فردوس و عرش اعظم کون و مکان بنایا
ہندوستان کو فخر رشک جہاں بنایا کوہ ہمالیہ کو رفعت نشاں بنایا
کیسی زمین بنائی کیا آسماں بنایا

ہر بات سے عیاں ہے دانشوری خدا کی ہیں دلفریب پودے رنگین شجر اگائے
توصیف کیجئے کیا اس صاحب ذکا کی پاؤں تلے بچھایا کیا خوب فرش خاکی
اور سر پہ لاجوردی اک سائباں بنایا

دنیا میں روح افزا گلشن ہیں کیا بنائے ہیں دلفریب پودے رنگین شجر اگائے
شاداب میں کھٹے میٹھے میوے عجب لگائے خوش رنگ اور خوشبو گل پھول ہیں کھلائے
اس خاک کے کھنڈر کو کیا گلستاں بنایا

پھولوں سے زینت و زینت ہے گلستاں کو بخشی تاروں کی جگمگاہٹ ہے آسماں کو بخشی
ایمان کی روشنی ہے دل اور جان کو بخشی سورج بنا کے اس نے رونق جہاں کو بخشی
رہنے کو یہ ہمارے اچھا مکاں بنایا

ہر چیز پر ہے اس کی مہربانی بخشی گلو کی خوشبو بلبل کی خوش بیانی
گوہر دیا صدف کو دریا کو دی روانی پیاسی زمین کے منہ میں مینہ کا چوایا پانی
اور بادلوں کو اس نے مینہ کا نشان بنایا

اُس سے یہی آگ کی ہیں انگاریاں دہکتی ہیں بجلیاں چمکتی اور سبزیاں لہکتی
جو ننھی ننھی کلیاں بُستاں میں ہیں مہکتی یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ہیں چہ چہکتی
قدرت نے اُس کی ان کو تسبیح خوان بنایا

دو آنکھڑیاں ہیں دائیں بائیں بنائیں اُس نے اچھے دماغ اچھی رائیں بنائیں اُس نے
کیا چاہ کرنے والی مائیں بنائیں اُس نے کیا دودھ دینے والی گائیں بنائیں اُس نے
چڑھنے کو میرے گھوڑا کیا خوش عنان بنایا

یہ ٹھنڈا میٹھا پانی یہ باد روح پرور یہ مشک زعفران و عطر و گلاب عنبر
امرود ناشپاتی انگور آم گاجر رحمت سے اُس کی کیا کیا ہیں نعمتیں میسر
ان نعمتوں کا مجھ کو ہے قدردان بنایا

چقماق میں فلک سے آگنی چھپائی اُس نے چشم سب کے اندر پُتلی بٹھائی اُس نے
دیکھو صدف میں شکل گوہر دکھائی اُس نے آب رواں کے اندر مچھلی بنائی اُس نے
مچھلی کے تیرنے کو آب رواں بنایا

ہمارا بھارت

بھارت درشن ہمارا پیارا بھارت درشن ہمارا ہے
دنیا بھر کی پرکرتی دیوی کا آنکھوں کا یہ تارا ہے -
جس کا مکٹ گریٹ ہماچل ہے یگیہ پویت گنگا جل -
جس میں تیجل کی دید ل سر دس لپشن دشمن تارا ہے -
ہوئے کو بلیدان انہی پر نیں کوٹ سر اپنے تنٹ پر -
گنتے ہیں سب گرج گرج کر بھارت درشن ہمارا ہے -

بندے ماترم !

دین بھارت کا کرد کلیان بندے ماترم
کر دیا درشٹی ہر وا گیت ان بندے ماترم
کیبرتی ہے نرمل تیری دکھیات سب سنسار میں
کر رہے ہیں شیش سب گن گان بندے ماترم
سہہ رہے ہیں آج کل اپمان بندے ماترم
کر رہے ہیں پریم چت سب ایک سور سے پرارتھنا
بھارتیو کی نبھا دو شان بندے ماترم
اب کرو ادھار ماتا بمرد مد بھارت ورش کا
ہو سدا سنسار میں سمان بندے ماترم

تیج چرن کی بھگتی دے اور آتم بل کی شکتی دے
کر سکیں تجھ پر نچھاور جان بندے ماترم
ناش ہو وے ناستکتا اور نریشور و ادیتا
دین و دنیا سب بود ہے تب دے ہمیں بندے ماترم

کیا کروں میں آپ سے آدم مصیبت کا بیان

دیکھ کر حال وطن دل کو نہ صبر و قرار
آج کل ہندوستان ہر طور سے لاچار ہے
کیا کروں میں آپ سے اس دم مصیبت کا بیان
ایک سے چھوٹے اگر تو دوسری تیار ہے
بیگناہوں کیلئے گر آپ کی تلوار ... ہے
کاٹ لو سر بے خطر ہم کو نہ کچھ انکار ہے
پاس تھا جو کچھ وہ سب تم پر نچھاور کر دیا
جان باقی ہے اُسے لے لو تمہیں اختیار ہے
دیکھکر حالت ہماری ہے نہیں تم کو ملال ..
ہے یہاں حال پریشان اور دل بیزار ہے

دیکھکر دکھ دیش کا دل درد سے گھبرا اٹھا

کچھ نہیں بھاتا ہے مجھ کو دل مرا الجھن میں ہے
سدھ نہیں ہے تن بدن جان لیکن تن میں ہے

دیکھ کر دکھ دیش کا دل درد سے گھبرا اٹھا
کہہ نہیں سکتے ہیں کچھ ہم اب تو من کی من میں ہے

اے مرے ایشور تری کیسی یہ الٹی چال ہے
سوچھ نندن کا وہی آجکل آہ بن میں ہے

ہنستے ہنستے غم ہمارا منہ بے دم ہو گیا
جو چمن گلزار تھا اب خار اس گلشن میں ہے

کیا کریں لاچار ہیں تقدیر کی گردش سے یار
ورنہ ہم بھی دیکھ لیتے وصف کیا دشمن میں ہے

ہے سخن منظور ہونا سچا دیش سیوا سے کبھی
ہٹ نہیں سکتے ہیں ہرگز جب تلک تن میں ہے

بڑھتے ہیں نیاز نگر وزاد رگشت نرالی ہے
ہمارا دل دکھانیکو بڑی آفت کی پالی ہے

دیئے پہلے دلاسے اور پھر پیچھے سے سو رولٹے بھی
ہمیں برباد کرنے کی عجب حکمت نکالی ہے

اگر ہم بھی ہیں ناصح آپکے خاطر دل و جان سے
بڑا ہر ایک تمہاری ہم نے اپنے سر پہ ڈالی ہے

پسینے پر تمہارے ہم نے اپنا خون بہایا ہے
ہمارے قتل کرنیکو تمنا قیدیت سنبھالی ہے

سخن سچا ہے سر تو جسنم گر سوچ لے دل میں
شناسا بیگناہوں کو نہیں شامن پر نالی ہے

ایکدن تھا سن سے اس چمن میں آشیاں اپنا
چمن اپنا تھا گل اپنا تھا اور تھا باغباں اپنا

کہا درد کے بلبل نے ذراسی بات پر میں نے
لٹایا تن بدن اپنا مٹایا خانماں اپنا

رحم کر میرے رحم صیاد میری بدنصیبی پر
قفس میں کل نہیں پل بھر کروں کیسے بیاں اپنا

اگر میں بچ گئی قاتل ترے خونخوار خنجر سے
دیکھنا پھر نئے سرسے بنا لوں گی مکاں اپنا

ایکدن دنیا میں تھا قیاں ہندوستان کا
آج کل بگڑا ہوا ہے حال ہندوستان کا

کیا کہوں اب ہائے مجھ سے کچھ کہا جاتا نہیں
لٹ رہا ہے سنت میں زرومال ہندوستان کا

ہو سودیش نہیں گر اور ہوں ہم ایکدل
دور ہو دم بھر میں سب جنجال ہندوستان کا

دیش کے ہت کیلئے گر ہر بشر تیار ہو
مال بھی بڑھ سکتا ہے ہر سال ہندوستان کا
ہو گی اشو-کی دیا اس دین بھارت پر اگر
ہو نہیں سکتا ہے بانکا بال ہندوستان کا

ہمیں گردہ ستانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
تو ہم بھی سر کٹانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
جا ہے جتنا ستالیں دل دکھا لیں بے قسم انکو
یہاں بھی غم اٹھانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
ترس انکو نہیں آتا ہماری ہیں حالت پر
بے وجہ دل دکھانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
وفاداری کے عوض میں کیا رولٹ بل جاری
میری عزت گھٹانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
جنھیں آرام و زر ہمارا ہر بہانے سے
ہمیں مفلس بنانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں
آج کل دن میں گردش کے اس سے نکو سے سیر ہو
سبھی کو کم ستانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں

مارشل لاء کی فریاد

منشی عبد الخالق صاحب خلیق دہلوی

وہ شہید تیغ جفا ہوں میں جسے آسماں نے مٹا دیا
مرے منہ سے نکلی نہ آہ تک مجھے گولیوں سے اڑا دیا
وہ بہائیں خون کی ندیاں کہ پکار اعرش نے بھی الاماں
وہ پلٹ پلٹ کے ستم کئے کہ ہلاکو خاں کو بھلا دیا
ہمیں جاں نثار ہیں ہند کے ہمیں دلفگار ہیں ہند کے۔
ہمیں پاس مہر و وفا کا ہے انہیں جان دے کے دکھا دیا
کوئی بیٹھ کر نہ سنبھل سکا کوئی دوڑ کر نہ اچھل سکا۔

وہ سپوت پاٹھے جوان تھے نہ خاک جن کو سلا دیا
کوئی کشتہ کشتے پہ کفن کوئی لوٹ پوٹ تھا خستہ تن
جو کسی میں باقی بھی تھی تو بلیٹ کے جبر کہ لگا دبا
بھلا کون کرتا تھا حق رسی کہ سرہانے روتی تھی بے کسی
جسے چاہا اس کو دبا دیا جسے چاہا اس کو جلا دیا
نہ سنی کسی کی شکایتیں بیان کرتے کس سے حکایتیں
کی جو ہند والوں نے چوں چرا یہیں مارشل لا بنا دیا
وہی لوگ نازمیں تھے پلے جو گلی میں پیٹ کے بل چلے
پڑی مار کوڑوں کی اس قدر تمام جسم سجا دیا
وہ یتیم کرتے ہیں زاریاں کہ نصیب جن کو ہیں خواریاں
وہ گھروں میں روتی ہیں ناریاں جنہیں ہائے بیوہ بنا دیا
یہاں سب کو ہماں کا بیم ہے - وہاں مانٹیگو سکیم ہے
نہ تو صبر ہے نہ قرار ہے - یہ بتاؤ تو ہمیں کیا دیا

ڈرائے جاتے ہیں کچھ اور کچھ پھسلائے جاتے ہیں

از جناب مولوی محمد علی صاحب افسوس از ...پور

نئے ظلم و ستم مخلوق پر اب ڈھائے جاتے ہیں
ڈرائے جاتے ہیں کچھ اور کچھ پھسلائے جاتے ہیں
سودیشی کے بھی استعمال کو اک جرم ٹھہرایا
نئے احکام اب ہندوستان میں پائے جاتے ہیں
بھلا یوں راہ پر دل حق کہیں مرعوب اتنے ہیں
کرو تم قید کیا وہ قید سے گھبرائے جاتے ہیں

نفن۔ مکر اور گندم نمائی جو فروشی بھی / یہ اجزائے حکومت ہند میں ڈھلوا جاتے ہیں
ہے دار و گیر پر کچھ فخر کچھ بیدِ بے جا ہے / مسرت ظلم پر کرتے ہیں اور اترائے جاتے ہیں
ان آفات و مصائب سے نہ اہل ہند گھبرائیں / مرادیں پائیں گے دل کی وہ اب سمجھاتے ہیں
ملیگا جب ہمیں سوراج تو افسوس کر کے وہ / کہیں گے ہم بہت مایوس ہو کر آتے جاتے ہیں

حب الوطنی و اتحاد

وطن کے نام پر سر دے کے رام کریں گے / دو روزہ زندگی میں آ کے کچھ کام کریں گے
کو بنگے کیوں ہندوؤں سے گر مسلم ہیں ہم / خدا خدا نہ سہی رام رام کریں گے
جو ہم ہیں ہندو تو کیوں مسلم کے دشمن ہوں / نہ رام رام کریں گے تو سلام کریں گے
رہیں گے ہو کہ جو اس طرح سے بھائی ہم
تو ایک دوسرے کو جلد رام کریں گے

ہماری دنیا

نام زندوں میں لکھا جائیں گے مرتے مرتے / لاج بھارت کی بچا جائیں گے مرتے مرتے
جان پر کھیل ہی جائیں گے اگر ہم تو کبھی / سینکڑوں کو ہی جلا جائیں گے مرتے مرتے
روح تن ہونگے جدا ان کا تو ہونا ہی نہیں / ہم تو بچھڑوں کو ملا جائیں گے مرتے مرتے
وہ کوئی رونا نہیں جو روکے رلا کے مرتے
ہم تو اوروں کو ہنسا جائیں گے مرتے مرتے

دلبح گاندھی سے فخرِ نازِ قوم

ہم ہیں گاندھی کے میاں اور سہارا گاندھی — شان کرتار کا مینک ہے سے نظارہ گاندھی
دیوتا فرش پہ قدرت نے اتارا گاندھی — جان و دل سے ہمیں ہو کیوں نہ پیارا گاندھی
مادرِ ہند کی ہے آنکھوں کا تارا گاندھی

مالوی زیب ہے گلشن کی تو نہرو زینت — تھا تلک بادِ بہاری تو ظفر ہے نکہت
موتیا کھلوا اگر ہے تو گیندا ابھیدت — ہے محمد علی نرگس تو گلاب ہے شوکت
گلشنِ ہند میں ہے پھول ہزارا گاندھی

نہ تہیہ کیا پہلے حیدرانی کا — نہ خیال آیا طبیعت میں پریشانی کا
چرخ مشکور ہوں اس تیری مہربانی کا — اب تو کچھ غم نہیں اس بحر کی طغیانی کا
ڈوبتی ناؤ کا ہے جبکہ سہارا گاندھی کا

پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

ہند کو خاک مذلت سے اٹھانے آجا — خاکساروں کو مصیبت سے اٹھانے آجا
ہو چکے ہم غمِ حرماں کے حوالے آجا — تیرے نغموں کیلئے اٹھتے ہیں نالے آجا
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

پردۂ نے سے وہی سوز وہی ساز دکھا — بجھ گئے دل اثرِ شعلہ آواز دکھا
بنکے معشوق طرحدار کہیں ناز دکھا — اور کہیں عاشق جانباز کے انداز دکھا
پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

خود گیا کھول کے جس دم ہیں تو رازِ حیات
وائے قسمت کہ ہے خاموش وہی سازِ حیات

اب کہاں ہند میں وہ گرمیٔ آغازہ یات
بخشدے آکے ہمیں پھر وہی اعزازِ حیات

پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

برج جھومی وہی جمنا کا کنارہ ہے وہی
جنکے پھولوں کا دل آویز نظارہ ہے وہی

حسن قدرت کا سراپائے دل آرا ہے وہی
کسطرح کہئے کہ عالم بھی ہمارا ہے وہی

پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

کسطرح کہئے کہ بھولے نہیں پیغام تیرا
نقش سینوں میں ابھی تک ہے کلام تیرا

پھر وہی ہم ہوں وہی ہو کرم عام تیرا
وعدہ پورا ہو پھر اپنے یہ بہر شکام تیرا

پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

دھرم کی آگ جسے کہئے دہ سینوں میں نہیں
کیا ہوا نور اروات کہ جبینوں میں نہیں

جو ارادت تھی تیری آج رنچوں میں نہیں
بلکہ اب وہ تیری محفل کے مکینوں میں نہیں

پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

اک جہاں شاد ہے لیکن تیرا بھارت ناشاد
پڑتی رہتی ہے سدا کوئی نہ کوئی افتاد

نام لیوا تیرے کرتے ہیں تجھ سے فریاد
کہکے پھر کردے ہمیں خوفِ فنا سے آزاد

پھر کبھی ہند میں اے بانسری والے آجا

جیل میں خود ہم کو شوق جیل خانہ لے گیا

از لعل چند صاحب فلک

باغ سے صرصر کا جھونکا آشیانہ لے گیا
عندلیبوں کو قفس میں آب و دانہ لے گیا۔

کون کہتا ہے زبردستی سے ہم پکڑے گئے
جیل میں خود ہم کو شوقِ جیل خانہ لے گیا

کچھ گل و گلچین کا شکوہ بلبلِ بھارت نہ کر
تجھ کو پنجرے میں تیرا یہ چہچہانا لے گیا

کیوں گھٹا ادبار کی چھائے نہ اہلِ ہند پر
کھینچکر یورپ ہے سب مال و خزانہ لے گیا

پوچھتے کیا ہو زمینداروں کی ذلت کیا ہوئی۔
کچھ وکیل اور کچھ نشہ کچھ مالیہ ہے لے گیا

شومئی قسمت سے ہم اک دانہ کو ترسا کیئے
جھولیاں بھر کرو گرنہ کل زمانہ لے گیا

بھوک سے کیوں کر نہیں ہند کے نیچے فلک
کھینچ کر ریلی برادر دانہ دانہ لے گیا

خوش ہو موچ کوٹیں گے چکی چلائیں گے

از فلک

خوش ہو کے موچ کوٹیں گے چکی چلائیں گے
کیوں زندان خراش خوشی سے پھرائیں گے
زنداں کی روٹیاں خوش ہو کے کھائیں گے
اور ادہے بھنے چنے بھی خوشی سے چبائیں گے

درد و محن میں پھنس کے نہ گردن جھکائیں گے
مونچھوں پہ تاؤ دیں گے اکڑ بھی دکھائیں گے

روئیں گے بزدلی سے نہ آنسو بہائیں گے
اس رنج و بے بسی میں بھی ہمت دکھائیں گے

رنج و غم و الم میں بھی خوشیاں منائیں گے ہا
سختی تمام جھیلیں گے کوڑیاں اٹھائیں گے

خود ہمارے ظلم۔ ظلم کی ہستی مٹائیں گے
بھارت کے حال زار کو بہتر بنائیں گے

ایک محب وطن کا پیغام نوجوانوں کے نام

از ہمدم

اُجڑا ہوا پڑا ہے سب گلستانِ بھارت
برباد ہو چکا ہے جنت نشانِ بھارت

پہلے تمام واقع اب ہو گئے فسانے
جاتی رہی یکا یک وہ آن بان بھارت

بھارت کی ہائے کشتی گرداب میں پھنسی ہے
کس نیند سو رہے ہو اے کشتی بانِ بھارت

اٹھو بیٹھو نوجوانو اب تو اسے بچا لو
کچھ کچھ ابھی ہے باقی نام و نشانِ بھارت

گر ہوش میں تم آؤ تو کچھ نہیں ہے مشکل
پھر وہی دیکھ لینا پہلی سی شانِ بھارت

معلوم ہے تمہیں کچھ روز ازل سے سب کے
استاد بننے آئے ہیں حالیانِ بھارت

لیکن ہماری حالت اب ہم کے ہے قابل
وحشی کہا رہا ہے اب باشندگانِ بھارت

اس کی وہ شان و شوکت سب خاک میں ملی ہے
عالم میں گھومتا تھا پہلے نشانِ بھارت

گر ہے تمہیں محبت اس گلشنِ وطن سے
یہ عہد دل سے کر لو اے بلبلانِ بھارت

جب تک کہ دم میں دم ہے ہم غلام رہینگے اس کے
یہ سر نذر ہے اس کی یہ جان ہے جانِ بھارت

در مدح خوشی رام از شہیدانِ مارشل لاء

شکوہ کرنے کے لیے روحِ خوشی رام آئی
اپنے مظلوم کا وہ دیکھنے انجام آئی
دن خوشی رام کی برسی کا منایا نہ گیا
اس مسافر کو غریب الوطنی بھائی تھی
ہے یہ بچے گولی اسی نے تو وہاں کھائی تھی
ایسی جانبازی سے وہ سینہ سپر ہوتا تھا
اس زمانہ میں کوئی ایسا بہادر نہ ہوا
شیرِ نر کی طرح آگے کو وہ بڑھتا ہی گیا
تو عدو گولیاں نکلی تھیں تنِ نازک سے
اس کے ماں باپ نہ تھے تھا وہ یتیم تنہا
رولٹ ایکٹ کی تنسیخ پہ فرمان ہوا
کیا غضب ہے کہ خوشی رام کو بھول گئے
اپنی تعلیم کا پھل بس نہ پایا کوئی
اپنی جانبازی کا انعام نہ پایا کوئی
کیا شہیدوں کو اسی طرح بھلا دیتے ہیں

لیکے لاہور کے مقتولوں کا پیغام آئی
زندہ کرنے کے لیے دنیا میں پھر نام آئی
اس کے ماتم کے لیے ہاتھ اٹھایا نہ گیا
کھینچ کر گنجِ شہیدان میں قضا لائی تھی
ملک پہ مرتا تھا یہ دنیا تماشائی تھی
گولیاں چلتی تھی اور ان کا جگر ہوتا تھا
ایسی مردانہ روی سے جو کرے جان فدا
جب گرا دن میں شہیدوں نے تھام لیا
دوسرے زخموں کا حال خدا ہی جانے
ہائے پردیسی تھا اور بی اے میں پڑھتا تھا
چمن ملک تو مٹ اس نے لہو سینچا
اس کے مقتل پہ چڑھانے کو نہ ہم پھول لائے
اور جوانی کا مزہ نہ اٹھایا... کوئی
اس کے مقتل پہ نہ برسی کے دن آیا کوئی
ان کے آثارِ شجاعت کو مٹا دیتے ہیں

کر تو اونچا

از قلم مہاشہ امرناتھ صاحب امر

عرش پہ بھارت دیش پھر سے تم بنا کر چھوڑنا
ذرہ کو کوہسار تم دم میں بنا کر چھوڑنا

پھوٹ خود غرضی کی کیوں آتش یہ ہے مشتعل
اونس مستحکم سے تم اس کو بجھا کر چھوڑنا

جبر تم نے اپنے ملک جو کر لیا سو کر لیا
اب فلک پر بھارتی جھنڈا دکھا کر چھوڑنا

اپنی عزت اپنے ہاتھوں سے کیوں ہو کھو رہے
ایسی غفلت پر تو دو آنسو بہا کر چھوڑنا

اٹھا کے امر ہرگز ظلم سے ڈرنا نہ تم
جیل میں جانا مگر تم ستیہ کو مت چھوڑنا

اپنا حق حق راہ میں لینا امر بیجا نہیں
راہِ حق میں پاؤں مستحکم جما کر چھوڑنا

ڈائر کی ستم شعاری (از ناز)

کسی بیکس کو اے ڈائر اگر مارا تو کیا مارا
مرے کو فتنۂ محشر اگر مارا تو کیا مارا

سر بازار پبلک لیڈروں کو برہنہ کر کے
کرالنگ لین میں ہنٹر اگر مارا تو کیا مارا

مدن موہن کی چھاتی پر نشانہ لگ گیا تیرا
یہ گیارہ سالہ لڑکے پر اگر مارا تو کیا مارا

ہمارے ہاتھ سے خالی تیرے ہاتھوں میں تھیں توپیں
بلٹ رک آرم لس گروپ اگر مارا تو کیا مارا

شہیدوں کے لئے آتی ہے اپنے ساتھ بیبا کھنی
ہم ابتک زندہ ہیں خنجر اگر مارا تو کیا مارا

سٹیپ پہلا لبرٹی کی طرف ہے خون قربانی
ہمیں اے ناز اس خاطر اگر مارا تو کیا مارا

گولیوں کی بوچھاڑ

گولیوں کی بیکسوں کے سر پہ ایک بوچھاڑ ہے۔
توپ بھی۔ بندوق بھی سنگین۔ بھی تلوار ہے

جان کا بچنا تو اس آفت میں اب دشوار ہے۔
جس طرف جائیں وہاں دیوار ہی دیوار ہے

حلقۂ جور و ستم میں نیر جوان و پیر ہے
سامنے فوج ستم ہے موت دامن گیر ہے

بیکسوں پہ ظلم جو کچھ بھی کہ ہوتا تھا ہوا
دیکھتے ہی دیکھتے راشوں کا اک انبار تھا

(از روشن)

پیغام بنام نوجوان ہند

کر جاؤ کام دوستو بھارت کی شان رہے
دنیا میں تم رہو نہ رہو پر نشان رہے

اب غور کر کے سوچنے کا وقت ہے کہاں
خوں بھر دو اپنا جس کہ ہمیشہ جوان رہے

تم نسل کے حفیظ بنو کچھ تو کر دکھاؤ
نام لیوا کوئی تو اسے مہربان رہے

طوفان ہے رات تیرہ ہے لہریں ہیں جوش پہ
اٹھ بیٹھو جس سے کیجے بادبان رہے

کیسا زمانہ آیا ہے کہ پردہ پلٹ گیا
اب نہ وہ گل نہ باغ نہ وہ باغباں رہے

گاندھی

دل میں گھر ہے تو آنکھوں میں تیری جا گاندھی
تو ملک و قوم کا دردِ آشنا گاندھی

وہ دل میں بیٹھتی ہے جو دل سے نکلتی ہے
نہ کس طرح ہو مؤثر تیری صدا گاندھی

نمود سے ہے بری کارگاہِ عمل تیری
کہ جو عمل ہے تیرا ہے وہ بے ریا گاندھی

تیرا خیال ہے پاک اور قول ہے بے لوث
تیرا ضمیر ہے بیگانۂ انا گاندھی

دیا ہے ہند کو ایثار کا سبق تو نے
ہے بال بال تیرا قوم پر فدا گاندھی

جو کہہ سکے حق تو رہا قید بھی تو رنج نہیں
قفس میں رہتے ہیں مرغانِ خوشنوا گاندھی

زمانہ کیوں نہ تیرے حکم کی کرے تعمیل
گر مانتا نہیں تو فقط کا کہا گاندھی

چھپا ہے نقش و نگارِ جہاں سے نقش بہ صبر
بری ہے بوئے ریا سے یہ بوریا گاندھی

سپوت تجھ سے کرے مادرِ وطن پیدا
یہی ہے قفس کی صبح و شام دعا گاندھی

کیوں او گدھے سوراج کی تجھکو فکر نہیں

کل اک گدھے سے کر دیا میں نے یونہی سوال
کیوں او گدھے سوراج کی تجھ کو فکر نہیں
سُن کر گدھے نے یہ کہا منہ کو ذرا سنبھال
کرتا تو اپنی قوم کا بالکل ذکر نہیں ہے
اپنوں کو چھوڑ غیر کے جو جان نثار ہیں
حضرت گدھے سے بڑھ کے وہ قومی غدار ہیں

بدیشی کپڑا

از جہاں نشہ کستوری لعل آسمان لکھنؤی

بدیشی ملموں نے ہل دیا دے دے کے دم ہم کو
یہ کیسے مت نئے ہم پر ستم ایجاد کرتے ہیں
یہ ریشم چین سے آکر گورنٹ مانچسٹر سے
نزاکت ہم کو دکھلا کے ہمیں برباد کرتے ہیں
اجاڑا ہے ہمیں آکر کے ماٹن اور بجلی نے
ہے جن ملکوں پہ آتے انہیں آباد کرتے ہیں
نہ پہنو ہندیو اب بھول کر بھی سرج کٹ رائی
پو نرپاک ہی کھدر ہمیں تو شاد کرتے ہیں

نہ خاکی زمیں کو بر تو نہ بر تو ما۔ کون کو بھی
انہیں کی شے یہ ہے ہم کو نہیں آزاد کرتے ہیں
جو ہندی آسمان اب سے بدیشی مال برتیں گے
وہی حضرات سمجھو ہند یہ بے داد کرتے ہیں

سودیشی گیت۔ از میر

نہ ملیں گے نہ لیں گے ولایت کا کپڑا
قبا میں اگر لاکھ پیوند ہوں گے
الگ خانہ دل اے بزدلی ہو
نہ ہرگز تیرے ہم بھی پابند ہونگے
موافق نظر آتا ہے اب زمانہ
مخالف ہوئے تو کوئی چند ہونگے
سمجھتے ہیں جو رنج کو عیش راحت
یقین یہ وہی لوگ خورسند ہونگے
اگر قوم نے میر ہمت نہ ہاری ہاہا
تو اک دن ضرور ہم فتح مند ہونگے

عرض حال

قوم کو جس سے شفا ہو وہ دعا کون سی ہے
یہ چمن جس سے ہرا ہو وہ صبا کون سی ہے
جس کی تاثیر سے ہو عشرت دین دنیا
ہائے رے شافع محشر وہ دعا کون سی ہے

جس کی تاثیر سے یک جان ہو اُمت ساری
ہاں بتا دے ہمیں وہ طرزِ وفا کون سی ہے
"قافلہ جس سے رواں ہو سوئے منزل
نالہ وہ کیا ہے وہ آوازِ درا کون سی ہے

جس سے ہر قطرے میں تاثیر ہو یک رنگی کی
ہاں بتا دے وہ ہے ہوش رُبا کون سی ہے
اپنی آواز میں تاثیر نہیں ہے باقی
جس سے دلِ قوم کا پگھلے وہ دعا کون سی ہے

اپنی کھیتی ہے اجڑ جائے کو اے ابرِ کرم
تجھ کو جو کھینچ کے لائے وہ ہوا کون سی ہے
ہے نہاں جس کی گدائی میں امیری دیکھی
آج دُنیا میں وہ بزمِ فقرا کون سی ہے

تیرے قرباں کہ یہ محفل دکھا دی ہے تُو نے
میں نے پوچھا کہ اخوت کی دعا کون سی ہے
راہ اس محفلِ رنگین کی دکھا دے سب کو
اور اس بزم کا دیوانہ بنا دے سب کو

سمجھ لو مشکلیں سب دور اپنی ہونے والی ہیں

(از لالہ چند فلک)

مبارک ہند کی بیدار قسمت ہوتی جاتی ہے۔

نمایاں ہندیوں میں اب اخوت ہوتی جاتی ہے۔

جگایا ہے ہمیں شبنم نے چھینٹے پہ دیدے کر
دلوں سے اب ہمارے دور غفلت ہوتی جاتی ہے

شعاعیں آ رہی ہیں ہند میں سپر ترقی ... کی
رفو چکر ہمارے گھر سے ظلمت ہوتی جاتی ہے؟

سمجھ لو مشکلیں سب دور اپنی ہونے والی ہیں
کہ مائل قوم پر اپنی طبیعت ہوتی جاتی ہے

اٹھا غفلت کا پردہ اپنے دل سے بعد مدت کے
نمایاں ملک کی اب ہم میں الفت ہوتی جاتی ہے

ترقی پر ہے ان روزوں فلک پر چار دیسی کا
پرائے دیش کی چیزوں سے نفرت ہوتی جاتی ہے

اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

جی میں ہیں سو حسرتیں اور دل میں سو ارمان ہیں
ہوتے ہوتے ہو گئے ہم تنگ اپنی جان سے
سختیاں یوں اہل یورپ اہل ہندوستان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہائے امرتسر میں تم کر ٹوپیوں کی ٹولیاں
بیگناہوں پر چلائیں کس غضب سے گولیاں
ہم سے تو تم کیا گئے تم تو گئے ایمان سے
اس لئے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

جب تمہیں مشکل پڑی ہم نے تن آسانیاں
مال و زر حصہ [illegible] کی قربانیاں

پھر گئے تم پھر بھی اپنے عہد و پیمان سے
اس لیے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہم تمہارے واسطے ہندو مسلمان سب لڑے
ہم نے جب فریاد کی تو جیل خانوں میں پڑے
خوب یہ بدلہ دیا احسان کا احسان سے
اس لیے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

سینکڑوں لاکھوں ہزاروں پائی پائی لوٹ دی
ہم نے محنت سے کما کر سب کمائی تم کو دی
کیا کیا ترکی سے تم نے کیا کیا سلطان سے
اس لیے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہند سے آباد دنیا ہند بھی برباد ہو
شاد تم جس کی بدولت ہو وہی ناشاد ہو
شان و شوکت اس کی مٹ جائے یہ ہو تم شان سے
اس لیے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

تم یہ کہتے ہو کہ ہاں جی ہاں جی ہم کہتے رہیں
تم ستم کرتے رہو اور ہم ستم سہتے رہیں
تم جو چاہو ہم سے کر والو پکڑ کر کان سے
اس لیے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

تم نے یہ ٹھانی نہیں سنا کسی کی فریاد کو
ہم نے یہ ٹھانی کہ بس جانے ہی دیں امداد کو
وعدے سے ثابت ہے یہ روشن ہے قرآن سے
اس لیے تم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

بن کے تاجر گھر سے نکلے ہم نرالی شان سے
چال کیا اچھی چلے ہم اہل ہندوستان سے

کر لیا اُن کو مسخر دیکھ کر نادان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہند میں ہے زور بازو پر حکومت کی بناء　　جلیاں والے کا ہے تازہ ابھی تو حادثہ
حکمرانی کو بدل دیں کس طرح ایمان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

تم ہمارے واسطے کرتے نہ کیوں کہا بنا　　ہم نے کرلیں اپنے قبضے میں تمہاری دنیا
دام لائے تمہیں ہم وعدہ پیمان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہم نے لڑوایا تمہیں آپس میں شک سے کیا　　اپنا اُلّو بن پڑا جس ڈھنگ سے سیدھا کیا
کر لیا مغلوب تم کو جان کر انجان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

جس طرح ہے آج ہندوستان ہمارے زیر پا　　ایک دن محکوم ہو جائے گا سارا ماجرا
جو کیا سلطان سے ویسا کریں جاپان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

ہند ہو آباد یا افلاس سے برباد ہو　　لیکن انگلشین کا گھر ہر طرح آباد ہو
ذلتیں کالے سہیں گورے گزاریں شان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

جو ہمارا حکم ہو اس پر کہو تم جی حضور　　نیک و بد کو ہم سمجھتے ہیں نہیں کو شعور
خود سنیں تم سے ہمیشہ لیں پکڑ کر کان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

پالیسی اپنی نہیں سننا کسی فریاد کو　　کون دیکھیں اب پہنچتا ہے تمہاری داد کو

کیا ڈریں گے ہم تمہارے وید اور قرآن سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے
جی ہنود ہی میں تمہاری تھا حکومت پر مزا
انڈیا سارا ہے اب عدم تعاون پر تلا
ہم سمجھتے تھے رہو گے تم سدا نادان سے
اس لئے ہم ہند میں آئے تھے انگلستان سے

تم ہم کو برا کہتے ہو اچھا نہیں کرتے

بیداد وہ مظلوموں پر کیا کیا نہیں کرتے
وہ کون سا فتنہ جو برپا نہیں کرتے
در پردہ جو منظور ہے ظاہر ہے نہیں
پر راز نہانی کو تیرے وا نہیں کرتے
تم اپنے ہی اعمال سے بدنام جہاں ہو
ہم آپ کی بیداد کا چرچا نہیں کرتے
جو چیز ہماری ہمیں ملجائے تو خوش ہیں
ہم اور کسی شے کی تمنا نہیں کرتے
بازیچۂ اطفال سمجھتے ہو سرِ اقتل
کیا وجہ کہ ہم خوف کا دعویٰ نہیں کرتے
تنگیٔ قفس جان لئے لیتی ہے اپنی
پر خوف سے صیاد کے شکوہ نہیں کرتے
رونے پہ اتر آئیں تو گردوں کو بہا دیں
کچھ بات ہے قطرے کو جو دریا نہیں کرتے
وعدہ شکنی اس بت طناز کی خو ہے
کہ ہم بھی محبت کا رسوا نہیں کرتے
ہم نے تمہیں ہر دم نگاہ لطف سے دیکھا
تم ہم کو برا کہتے ہو اچھا نہیں کرتے

سرخ تھا کوچہ گلی اور سرخ تھا بازار بھی

(از لالہ برج لعل صاحب نسیم لاہور)

قوم بھی جیتی رہے جیتے رہیں اغیار بھی
درد بھی قائم رہے قائم رہے بیمار بھی

رنج و غم آئے ستم تم نے ہنسا رہے سر دو غم
عاشقو غمخوار ہو تم ہیں بھلا دلدار بھی

دیکھ لے حالت ہماری ان دنوں برطانیہ
خواہش گل میں ہمارے چبھ گئے ہیں خار بھی

کہہ رہے ہیں عاشقان ہندیاں انگلینڈ سے
کاٹ دے سر ہمیں تو بخشدے تلوار بھی

وقت پڑے جان اور زبان کا صدقہ کیا
ہم لٹا بیٹھے ہیں تیری راہ میں گھر بار بھی

گل گرا جو خون تھا اسکے نشان باقی ہیں آج
سرخ تھا کوچہ گلی اور سرخ تھا بازار بھی

اتفاق ہند پہ نازاں نہ ہوا تھا نسیم
ہیں یہاں ہر یار بھی لو ہیں یہاں اغیار بھی

مر کے بھی درد نہ بھارت کا مٹے گا دل سے

(از کشن چند صاحب زیبا)

کیا ہوا چلتی ہے تلوار دو دھارا ہو کر
حوصلہ مجھ کو بچائے گا کنارہ ہو کر

قوم کے واسطے یہ جان جو مٹ جائے گی
نام چمکیگا مرے بعد ستارہ ہو کر

مر کے مٹی سے نکلے گی صدا ہائے وطن
چل گئی سینے پہ بیداد جو آرا ہو کر

مرنے بھی در د نہ بھارت کا مٹے گا دل سے
خون تڑپے گا میرا جوش ہے یارا ہو کر

چلینگی ہر طرف چرخے بنیگی کھدّیاں کب تک

ازلالہ بابو رام صاحب افگر سوہانپوری

بنیگی سرزمین ہند بہشت نشان کب تک — رہیگا اس چمن میں دور نا بار خزاں کب تک
قیامت ہے عزیزان وطن کی بیکسی یارب — کرینگی اُن کی اُمید دل یہ آخر کھیلیاں کب تک
جنون کب نا کسا ہیگا مغربی فیشن کا تبلادو — یونہی دامان غیرت کی اُڑینگی دھجیاں کب تک
جھکا سے سر دراغیار پہ اولاد جن کی — یہ بے غیرت رہینگے دشمن ننگ نشان کب تک
الٰہی اب تن انسانوں کو کھدر کی ضرورت ہے — چلینگے ہر طرف چرخے بنینگی کھدیاں کب تک

صدا کیا آرہی ہے بابدہمت ہے سنو افگر
اٹھو نواب گراں کب اٹھے نواب گراں کب تک

شیخی مت کرو نرمی سے کام کرو

کہہ رہا ہے آسمان یہ سب سمان کچھ بھی نہیں — یہ چمن دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ بھی نہیں
توڑ ڈالے جوڑ سارے باندھکر بند کفن — گور کی بغلی میں چپت ہے پہلوان کچھ بھی نہیں
جنکے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے — جھاڑ انکی قبر پر ہے اور نشان کچھ بھی نہیں
تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تختے گور کے — کھوج نکلتا ہے یہاں کب آن کا کچھ بھی نہیں
اڑ گئے تخت سلیمان کٹ گئے پریوں کے سر — گر کسی نے چار دن باندھی ہوا کچھ بھی نہیں

ڈنکے کی صدا سے گونجتے تھے آسمان — مقبروں میں سم بجو دیں عس نہاں کچھ بھی نہیں

چمن ہند میں چلتی ہے ہوا گاندھی کی

(از جناب میاں فیروز الدین صاحب ڈونڈی لدھیانوی)

حکم اکسیر کا رکھتی ہے دوا گاندھی کی — اور مقبول خداوند ہے دعا گاندھی کی
نام گاندھی کا بلبل کی زباں پہ ہے دن رات — چمن ہند میں چلتی ہے ہوا گاندھی کی
ہند والوں کا محبوب پیارا گاندھی — دل کو کیوں بھائے نہ ہر ایک ادا گاندھی کی
اٹھو ڈونڈی بڑے شوق بڑے ذوق سے تم — کرنے بھگتی رہو دن رات سدا گاندھی کی

آزاد کیا کبھی یہ ہندوستان نہ ہوگا

اب ہندوستاں سے کیا دورِ خزاں نہ ہوگا — آزاد کیا کبھی یہ ہندوستان نہ ہوگا
آہیں سحر نکلے کب تک یاں غم سے سب عنادل — آزاد بیکسوں کا کیا آشیاں نہ ہوگا
آفت زدہ کیا بھارت آفات میں رہیگا — راحت کا یاں کبھی کیا نام نشاں نہ ہوگا
کمہلا رہے ہیں سارے گلشن کے سبز غنچے — پژمردہ باغ اپنا کیا گلستاں نہ ہوگا
کیوں چرخ کہنہ کب تک ہونگے ستم پہ پڑے — را دارتی پہ ظالم کیا مہرباں نہ ہوگا
پاتے تھے فیض سارے دنیا کے لوگ اس سے — بھارت پہ کیا ہمارا اب زرفشاں نہ ہوگا

وہ کشتۂ وطن ہوں تو دیکھ لینا بھارت
خالی اثر سے میرا آہ و فغاں نہ ہوگا

عدم تعاون کی کشتی

(از میلا رام صاحب وفاؔ)

وہ ہند جس کو غیرت باغ جناں کہیں — وہ ہند جس کو واقعی جنت نشاں کہیے
خطرہ جہاں وبا کا نہیں قحط کا نہیں — افلاس سے کوئی بھی جہاں آشنا نہیں
پردہ نہیں دلوں پہ تعصب کے زنگ کا — زنہار امتیاز نہیں نسل و رنگ کا
لیل و نہار رہتا ہے طاری سکون عمل — چڑھتا نہیں وقار کی گردن پہ خون عمل
حب وطن کو جرم سمجھتا کوئی نہیں — بدخواہ خادمان وطن کا کوئی نہیں
المختصر جہاں ہے مساوات کا عمل — ہوتا ہے حق اصول صحیح و سا عمل
پاتی ہے خلق عشرہ کشت عمل جہاں — چھنتا نہیں کسی سے بھی محنت کا پھل جہاں
لوگوں کو ہر طرح کی آزادیاں جہاں — آزاد شہریوں کی ہیں آبادیاں جہاں
وہ ہند جس میں ہند کے لوگوں کا راج ہے — وہ ہند جسکی آرزو ہم سب کو آج ہے
وہ ہند مختلف ہے جو اس ہند سے بہت — بیتاب اہل ہند ہیں جسکے لیے بہت
وہ ہند جس کو رکھتا تھا پیش نظر تلک — راہ تھا جس کو راہ میں گو ہر سفر تلک
مژدہ ہو طفل و پیر کو خورد و کلاں کو آج — کشتی رواں ہے یہ اسی ہندوستان کی آج
یہ کشتی عجیب عدیم المثال ہے — گاندھی کا اس کی ساخت سے ظاہر کمال ہے
طوفان کا اس پہ ہو نہیں سکتا اثر کبھی — ہوتی نہیں ہوا سے زبر و زبر کبھی
سب کشتیوں سے بیشتر آسائش اسمیں ہے — ہر اہل ملک کے لیے گنجائش اس میں ہے
اک بات اسمیں اور بھی ہے لطف خیز یہ — جتنی بھری ہے چلتی ہے اتنی ہی تیز یہ
سب رہنما ہمارے اسی میں سوار ہیں — جو حب ملک و قوم کے سرمایہ دار ہیں
بحر سیاسیات کے سب آشنا ہیں یہ — جن پر خدا کا ہاتھ ہے وہ ناخدا ہیں یہ

زنہار کیجئے نہ مزید انتظار اب
ہو جائیے بس آپ بھی اس میں سوار اب

میرا عقیدہ

صلے میں جانبازیوں کے تمغے خطاب لے کر میں کروں گا
مجھے تو سوراج کی طلب ہے خطاب لیکر میں کروں گا
تکبیں ہو تم گو سکان ہے سیر کرو! میں کیا کو نسلوں جا کر
روپیہ یہ ہے جب تمہارا قبضہ حساب لیکر میں کیا کروں گا
ہوئے ہیں تنتیس سال پورے تمہارے در پر گدائی کرتے
سوال کر کے میں کیا کروں گا جواب لے کر میں کیا کروں گا
مجھے تو ہے اب پسند کھدر یہ نرم ریشم تمہیں مبارک
مجھے تو کانٹوں میں ہے الجھنا گلاب لیکر میں کیا کروں گا
طریق میرا عدم تعاون اصول میرا عدم تشدد
جہاں میں ہوں بیگناہ سہتی عذاب لیکر میں کیا کروں گا
ہوا نہ ہیں تین سو برس میں تمہارے مکتب میں پڑھکے قابل
سبق تمہارا انہیں مبارک کتاب لے کر میں کیا کروں گا
جہاں میں ہندی ہے نام میرا اشرف ہے روحانیت مجھ کو
مجھے تو مرغوب گنگا جل ہے شراب لے کر میں کیا کروں گا

ہم اپنی دیواریں طوفان میں بہا دیں گے

از فکر جناب سید صغیر حسین شاہ صاحب اکبر الہ آبادی
جو اس وقت آگرہ جیل میں ہیں

گر شعلے ہیں سینوں میں ظالم تو دکھا دینگے — زنجیر کے حلقوں کو اکدم میں جلا دیں گے
گر قید ہیں ظالم لیکن یہ سمجھ لینا — اک چھوٹی سی بستی ہم زندان میں بسا دینگے
یہ سیل رواں اُمڈا ہرگز نہیں تھمنے کا — ہم اپنی دیواریں طوفان میں بہا دیں گے
زنجیر جنوں خود ہے فریاد اسیروں کی — جھنکار سے دنیا کو اک روز ہلا دیں گے
پامال نہ کر ظالم مٹ مٹ کے جب ابھرینگے — یونان سے لندن تک طوفان اٹھا دیں گے

جاتے ہیں وطن واحد گر کے اہل وطن پوچھیں
جذبات اسیراں کو سب پڑھ کے سنا دیں گے

اوتار لے چکے ہیں بانکی کمان والے

محشر بپا کریں گے ہندوستان والے — کچھ متفق ہیں ایسے وید و قرآن والے
کر کے قطع تعلق خود حکمراں بنیں گے — منہ تاکتے رہیں گے سارے جہان والے
کر دیگا تہ و بالا یکدم میں چرخ گردوں — زیر زمیں ہونگے نام و نشان والے
اب رک نہیں سکیگی ایسی ہوا چلی ہے — خاموش ہو کے بیٹھیں وہم و گمان والے
جا لے گئے گاندھی کے دکھ درد مٹانیکو — اوتار لے چکے ہیں بانکی کمان والے

آغا سنبھل کے رہنا پرجا بگڑ رہا ہے

خانہ خراب ہونگے محل و مکان والے

یادگار تلک

آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

ملک پر سخت آفت آ رہی ہے ظلم کی ہر سو گھٹا چھا رہی ہے
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

ہو رہے ہیں قوم پر کیا کیا ستم درد بڑھتا جا رہا ہے دم بدم
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

گلشن قومی کو سونا دیکھ کر بے سر و سامان پونا دیکھ کر
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

جنگ آزادی ٹھنی ہے ملک میں قوم پر بھاری بنی ہے ملک میں
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

صور آزادی ہے پھونکا جا بجا راہ صادق قوم کو دکھلا دیا
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

بڑھ رہے ہیں نوجوانان وطن لگ رہی ہے بجر دل میں لگن
آج ہم کو یاد آتے ہیں تلک

تارا اور چرخہ

(از میلا رام صاحب وفا)

چرخہ چلا رہی ہے فرخندہ فال تارا — عفت مآب تارا روشن خیال تارا
کھانے بکانے سے جب ہوتی ہے روز فارغ — لے بیٹھتی ہے چرخہ نیکو خصال تارا
رہتی ہے شاد خرم وہ سوت کاتنے میں — رکھتی ہے شغل اپنا یہ ماہ جمال تارا
تقلید اس کی لازم ہے ساری عورتوں کو
ہے اگلی دیویوں کی زندہ مثال تارا

ہاتھ میں ہو ہتھکڑی اور پاؤں میں زنجیر ہو

دیش کی خاطر اگر دنیا میں یہ توقیر ہو — ہاتھ میں ہو ہتھکڑی اور پاؤں میں زنجیر ہو
آنکھوں کی خاطر تیر ہو چلتی گلے شمشیر ہو — سولی ملے پھانسی ملے یا موت دامنگیر ہو
مرگی بھی میری جان پر زحمت بلا تاثیر ہو — میری خاطر خاک کر دوزخ بنا تعمیر ہو
اس سے بڑھ کر اور بھی دنیا میں گر تعزیر ہو — منظور ہو منظور ہو منظور ہو

سوز جگر

از لال چند فلک

مہنتاں ہند پر آنسو بہا لے اپنی آنکھوں سے -

اگر جلنا نہ لیمپوں میں بدلتی پتلی مٹی کا
تو ہم ہوتے ہاندہ بان پرو دے لگاتے اپنی آنکھوں سے
نہ ہم عینک جوانی میں لگاتے اپنی آنکھوں سے
ابھی رونے پر آئے نہیں ہم اے ڈلہک ورنہ
زمیں کیا آسمان کو بھی بہاتے اپنی آنکھوں سے

جیل کا ڈر جو دلوں میں ہے نکالو ابتو؟

از روشن لال صاحب روشن فیروزپوری

آن بھارت کی چلی اُسکو بچالو ابتو
قوم کیواسطے دکھ درد اٹھالو ابتو
دیش کیواسطے گر جیل میں بھی جانا پڑے
شوق سے ہتھکڑی کہیدو لگالو ابتو
سے مخالف جو کوئی اسکا نہ کچھ خوف کرو
جیل کا ڈر جو دلوں میں ہے نکالو ابتو
اب نہیں وقت کہ تکلیف کو محسوس کرو
بوجھ جو سر پہ پڑے اسکو اٹھالو ابتو
بیٹھے بیٹھے تو تمہیں ایک زمانہ ہو گیا
جو دبانے تھے تمہیں انکو دبالو ابتو
جو کرو دل سے کرو ملک کی خاطر ہی کرو
بات سچ کہتا ہے روشن کو منالو ابتو

یادِ تلک

از نور الدین نور لدھیانوی

ہمارے دل میں جگر میں ہماری آنکھوں میں
خدا گواہ تلک اب تلک ہے جا تیری

قسم خدا کی نہیں بھولتے کسی دم بھی
ہمیشہ یاد و تازہ ہیں درد آشنا تیری

تو گو خموش ہوا ہے مگر یہ یاد رہے
سنائی دیتی ہے اب تک وہی صدا تیری

دلوں پہ کندہ ہیں واللہ تیری سب باتیں
پھرے ہے آنکھوں میں تصویر رہنما تیری

بشر تو کیا؟ کہ ہیں مشغول ہر گھڑی ہر پل
یہ مدح سرائی میں مرغان خوشنوا تیری

بعدم شنود بھی تیری نہیں شنود سے کم
بقا کا رنگ لیے پھرتی ہے فنا تیری

تصور آنکھوں کے ہے روبرو تیرا ابد
بسی دلوں میں ادا جیسے ادا تیری

ہم ہند والوں کا ایثار اور خودداری
سکھائی ہوئی ہے اے لوکمانیہ تیری

تمام مشکلیں آسان ہماری ہو جائیں
دعا کر حق سے کہ مقبول ہو دعا تیری

غزل

ہمیں محتاج کر کے وہ سرکار بیٹھے ہیں
عیاں صورت سے ہے گھڑی کس کی تاکے بیٹھے ہیں
وہ ہیں خوشحال مالا مال ہم کنگال بیٹھے ہیں
انہیں جینے کی حسرت اور ہم بیزار بیٹھے ہیں
بھلا مرنے سے ڈر لو کیا دکھاتے ہیں اسیروں کو
ہم اپنی زندگی سے خود ہی اب بیزار بیٹھے ہیں؟
مٹا دے جسکا جی چاہے اڑا دے جسکا دل چاہے
لیے سر کو ہتھیلی پر سر بازار بیٹھے ہیں؟
پہنادو ہتھکڑی بیڑی کے زیور طوق دولھا کو
براتی ساتھ چلنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں

شرم اب بھی نہیں آتی ذرا بھی جی حضوروں کو
گئی اگر آبرو پھر بھی یہ عزت فروش بیٹھے ہیں
تسلی کے لئے ابھی کچھ اور باقی ہے۔
وہ تیری راہ میں ہر سو بچھائے خار بیٹھے ہیں

بندے ماترم نمبر

چھین سکتی ہے نہیں سرکار بندے ماترم
سر جدا ہو گئے سر پر جگر اس نے آنکھ غرور
ہم رہیں یا جو کہ ہونا چاہیئے اسوقت پہ
جیل میں چکی گھسیٹے بھوک سے ہو مر رہا
ڈاکٹر نے نبض دیکھی سر ہلا کر کہدیا
عید ہو گی اور دسہرہ شبرات سے سوگنا

ہم غریبوں کے گلے کا ہار بندے ماترم
کان میں پہنچی جہاں جھنکار بندے ماترم
آج تو چلا رہا سنسار بندے ماترم
اس سمے بھی رٹ رہا بیزار بندے ماترم
ہو گیا ہے اسکو تو آزار بندے ماترم
ہے ہمارا لاڈلا ننھو ہار بندے ماترم

ظالموں کا ظلم بھی کافور سا اڑ جائیگا
فیصلہ ہوگا سر دربار بندے ماترم

بندے ماترم نمبر

تیر ہے خنجر ہے یا تلوار بندے ماترم
کر رہا ہے قوم کو بیدار بندے ماترم

یہ وہ منتر ہے کہ جسکا نام ہے سنجیونی
سن کے پاتے ہیں شفا بیمار بندے ماترم

سن کے چہرہ فق ہو جاتا ہے کیوں اغیار کا
کیا کوئی ہے سانپ کی پھنکار بندے ماترم

دوستو ہر وقت تم اس منتر کو جپتے رہو
ہند کو کر دیگا بیڑا پار بندے ماترم

توپ کا بندوق کا مت بھول کر بھی نام لو۔
آئیگا اپنے بر دئے کار بندے ماترم

آپ جیسے دلبروں کی اب ہمیں پرواہ نہیں
مل گیا ہے اب ہمیں دلدار بندے ماترم

سوراج کے زمانہ کا انتظار نمبر ۲

(از قلم جادو رقم لالہ لال چند جی فلک لاہور)

کبھی وہ دن بھی آئے گا کہ ہم سوراج دیکھینگے
دیارِ ہند میں ہم ہندیوں کا راج دیکھیں گے

چھٹے گی قوم اپنی غیر جاتی کی حکومت سے
وطن کو غیر ملکوں کا نہ ہم محتاج دیکھیں گے

گڑے گا ہند میں جھنڈا مساوات و عدالت کا
روادار ہیے نسل و رنگ کا اخراج دیکھیں گے

نہ ہندی گوش پر قبضہ رہے گا غیر حاکم کا
نہ بھارت ورش سے لیتے کسی کو باج دیکھیں گے

رضا کاران آزادی کی کوشش بارور ہوگی
مظفر کانگرس کی ہر طرف افواج دیکھیں گے

ہمیشہ ہر گھڑی طفل و جوان و پیر کے دل میں
وطن کے عشق کی اٹھتی ہوئی افواج دیکھیں گے

تکالیف و مصائب دور ہونگے اہل بھارت کے
سنور تے ہند کے بگڑے ہوئے ہی کاج دیکھینگے

نہ آنے پائیں گی کثرت سے ملکِ غیر کی چیزیں
نہ جانا ہند سے ہندوستان کا اناج دیکھینگے
غریبوں کو بھی آئیگی میسر پیٹ بھر روٹی
یتیموں کو نہ دانے دانے کا محتاج دیکھینگے
وہ جے کے ہار ہونگے راجپت گاندھی کی گردن میں
مقدس مادرِ بھارت کے سر پر تاج دیکھینگے
منائیں گے زمینِ ہند پر ہم جشنِ آزادی
فلک پر سے ہمیں خوش خوش تلک مہاراج دیکھینگے

پریم

جو ملک کی خدمت کرے وہ سرکش و غدار

ایسا ہونے لگا منشیٔ سرکار کا لکھا — اک آج گرفتار ہے کل دوسرا گرفتار
مذہب پہ چلے جو کوئی وہ مفسد و باغی — جو ملک کی خدمت کرے وہ سرکش و غدار
کیا تاب جو حق بات کوئی منہ سے نکالے — ہیں ایکسو چوبیس و دفعہ ترپن سے آزار
پابند سلاسل ہے کوئی ۔ کوئی نظر بند — ضبط اسکی ضمانت ہے تو بند اسکا اخبار
جو رہ نہ سکے بے کہے سچ بات وہ دشمن — ہو جسکی زباں صرف خوشامد وہ مددگار
وہ خان بہادر جو گلا بھائی کا کاٹے — بدخواہ ۔ جو مظلوم محکوم کا غمخوار
انگریزی تمدن میں وہی جھوٹ ہی سچ ہے — برطانی تدبیر ہے اقرار بھی انکار
تن بند نظر بند قلم بند زباں بند — ان بندشوں پہ ہم سے تعاون کے طلبگار
بہتر ہے کرو کھول کے جی ہم پہ ستم خوب — رہ جائے ستانے کی کسر کچھ بھی نہ زنہار

سختی ہی پہ موقوف ہے بہبودیٔ مظلوم
سختی ہی کا باعث ہے کہ ہم ہو گئے بیدار

لگے ہیں قدر اب کرنے جوان و پیر کھدر کی ۲۵

از مہاشہ بھاگیرتھ لال جی عاجز شملہ

کھلی ہے مدتوں کے بعد پھر تقدیر کھدر کی
لگے ہیں قدر اب کرنے جوان و پیر کھدر ... کی

ہے چرچا چار سو اس کا اسی کا ذکر ہے لب پر
ہر ایک شہر اور قصبے میں ہوئی تشہیر کھدر کی

لگے ہیں زنگ سے کھٹنے بدیشی سوت کے کپڑے
ہوا ئے ہند میں چلنے لگی شمشیر کھدر کی

نکالے گا دلوں سے کیوں کوئی کھدر کی عظمت کو
جہاں دیکھو وہیں ہوتی ہے اب تقریر کھدر کی

جگہ پاتی ہے اخباروں میں بھی تحریر کھدر کی
بنا ہے ہند کا ہر شخص اب تصویر کھدر کی

گئے ہے زیبِ تن پوشاک طفل و پیر کھدر کی
ملیں اوروں کو بھر ملک گیری نو بیب بنر وقبیں

ہمیں سوراج لینے کو ملی شمشیر کھدر کی
زمانے نے بھلایا تھا سودیشی پیاری کو دل سے

ہوئی گاندھی سے پھر دنیا میں اب توقیر کھدر کی
اعزا مرنے کو کفن گاڑھے کا دیتے ... ہیں
یہاں تک تو ترقی کر گئی توقیر کھدر کی

فریادِ بھارت

غیر صورت ہے میری دیکھنے آئے کوئی
کون ہے قصۂ غم کس کو سنائے کوئی

کہتی ہے رو کے ہر ایک سے بھی بھارت ماتا
مجھ کو کمزور سمجھ کر نہ ستائے کوئی

دودھ بچپن میں سپوتوں کو پلایا میں نے
اب بڑھاپے میں دو، مجھ کو پلائے کوئی

ضعف ایسا ہے کہ چلنے میں گری جاتی ہوں
دونوں ہاتھوں سے مجھے آکر اٹھائے کوئی

میں نے بگڑی ہوئی قسمت کو بنایا سب کی
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنائے کوئی

غرق یہ بحرِ حوادث سے نہ ہو جائے کہیں
کشتیٔ ہند کو طوفان سے بچائے کوئی

یہ زمانہ کی ہے خوبی یہ مقدر کی ہے بات
چین سے سوئے کوئی چین نہ پائے کوئی

ناز بچپن میں اٹھائے ہیں ہر ایک کے میں نے
اب ضعیفی میں میرا بار اٹھائے کوئی

خوابِ غفلت میں پڑے سوتے ہیں سب اہلِ وطن
ہوش میں لائے کوئی اُن کو جگائے کوئی

ترانۂ اتحاد

از زمیندار

پھر چاہئے ہند والے بیدار ہو گئے ہیں

مدت کے بعد غافل ہوشیار ہو گئے ہیں۔
ہر ایک دل میں بھر گیا ہے جوش وطن پرستی
سب ملک کی مدد کو تیار ہو گئے ہیں
ہندوستان کی قومیں آپس میں مل رہی ہیں
پھر ایک ولی کے پیدا آثار ہو گئے ہیں
وہ ہندو اور مسلمان جو کل جدا جدا تھے
آج ایک دوسرے کے غمخوار ہو گئے ہیں
دونوں یگانگت کے نعرے لگا رہے ہیں
دونوں منافرت سے بیزار ہو گئے ہیں
کیا شیخ کیا برہمن کیا سامو لومی و لالہ
سب ایک ہی نشے میں سرشار ہو گئے ہیں۔
صد شکر بھائی بھائی شیر و شکر بنے ہیں
بچھڑے ہوئے ملے ہیں روٹھے ہوئے منے ہیں
شاباش ہند والو! الفت بڑھائے جاؤ
پردہ جو درمیاں ہے اس کو اٹھائے جاؤ
بس اتفاق میں ہے عظمت کا راز پنہاں

اس راز کو سمجھ لو رنجش مٹائے جاؤ
گر ہند کا مسلماں ہے تم اس کے ہوشیار رہے
پہلو بہ پہلو اپنا جلوہ دکھائے جاؤ
ہم ہندو اور مسلم یک دل ہیں یکزباں ہیں
یہ دلفریب نغمہ ہر وقت گائے جاؤ
کوشش کرو کہ دنیا عزت کرے تمہاری
خلق خدا کے سر پر سکہ جمائے جاؤ
ہمت سے کام کر کے عالم کو دنگ کر دو
سارے جہاں میں اپنا ڈنکہ بجائے جاؤ
اللہ کرے مبارک یہ اتحاد تم کو
حاصل ہو جلد اپنی دلی مراد تم کو

آپ اپنی غلطیوں کا ہم نشانہ ہو گئے

از جناب قاضی محمد حافظ الدین صاحب نشتر سکندر آبادی

کیا کہیں ہم تم سے کیا تھے اور اب کیا ہو گئے۔
چشم عبرت کے لئے گویا تماشا ہو گئے
ہو بہو تصویر ہیں ہم انقلاب دہر کی
ہو کے مشہور جہاں رسوائے دنیا ہو گئے
ہے ہماری ذات میں مخفی جہاں کا جزرومد
بن کے بگڑے اور بگڑ کر نقش دریا ہو گئے۔

یا کبھی رہتی تھیں ہم سے آرزوئیں دور دور
یا سراپا آج تصویر تمنا ہو گئے ۲

ہم وہ گل ہیں جو کہ بادِ رنگ سے مرجھا گیا
جو کہ کھٹکا چشم حاسد میں وہ کانٹا ہو گئے

کیوں لگائے جا رہے ہیں مسکن اسلام سے
ہم بھی کیا اغیار کے دل کی تمنا ہو گئے ۲

خواب غفلت سے اٹھے کب رہبرانِ قوم و ملک
مٹتے مٹتے حیف کہ ہم نقش کف پا ہو گئے ۲

ہم ہیں اور مدِ مقابل فتنہ ہائے حشر خیز
جس قدر یہ مٹ گئے اتنے ہی پیدا ہو گئے

غیر کے ظلم و ستم کا ہے گلہ نشتر عبث
آپ اپنی غفلتوں کا ہم نشانہ ہو گئے ۲

بندے ماترم نمبر

جے جننی جنم بھومی سدا بندے ماترم
دل میں جگر میں پہلو میں سر میں سما گیا
کھاتے ہوئے پیتے ہوئے چلتے پھرتے بیٹھتے
سکھ ہندو جین - پارسی عیسائی مسلمان
پنجاب یوپی سی پی اور مدراس بمبئی ۲
بچہ جوان بوڑھا ہو یا استری پرش
ماتا کی جے کا نعرہ چہندر گونجنے لگا

سکھ روپ ہے آنند تھا بندے ماترم
دردِ زباں ہے رہنے لگا بندے ماترم
ہر ایک گھڑی صبح و مسا بندے ماترم
ان سبھوں نے ملکے کہا بندے ماترم ۲
ہر سمت سے آئی صدا بندے ماترم
کہنے لگا ہر چھوٹا بڑا بندے ماترم
ہر دل سے ہے نکلنے لگا بندے ماترم

ایک سچے وطن پرست کا روح پرور گیت

خوف آفت سے کہاں دل میں ریا آئیگی — بات سچی ہے جو وہ لب پہ سدا آئے گی
دل سے نکلیگی نہ مرکر بھی وطن کی الفت — میری مٹی سے بھی خوشبوئے وفا آئیگی

میں اٹھا لونگا بڑے شوق سے اُس کو سر پر — خدمت قوم و وطن میں جو بلا آئے گی
سامنا صبر و شجاعت سے کرونگا اُس کا بھی — پر کھینچ کے مجھ تک جو کبھی تیغ جفا آئے گی

غیرِ زعم اور موذی سے جو کرے گا حملہ — میری امداد کو خود ذاتِ خدا آئے گی
آتما ہوں میں بدل ڈالونگا فوراً چولا — کیا بگاڑے گی اگر میری قضا آئے گی

خون روئیگی سما پہ مرے مرنے پہ شفق — غم منانے کے لئے کالی گھٹا آئے گی
ابرِ تر اشک بہائے گا میرے لاشہ پر — خاک اُڑانے کے لئے باد صبا آئے گی

زندگانی میں تو ملنے سے جھجکتی ہے فلک
خلق کو یاد میری بعد فنا آئے گی

مفید ملکی خیالات

از لال چند مالک لاہور

ٹائی جاپان کی نہ اٹلی کا رومال اچھا ہے
جو بنے اپنے وطن ہیں وہی مال اچھا ہے
مجھے مرغوب نہیں چین کا رنگین شاعر
میرے بھارت کا مجھے جام سفال اچھا ہے
اوڑھ سکتا نہیں برلن کے دوشالے کو کبھی
مجھ کو مل جاوے جو کشمیر کی چھال اچھا ہے
طشتری مغربی سلور کی کروں کیا لے کر
گھر میں موجود ہے کانسی کا جو تھال اچھا ہے
ہم کو راحت ہے فقط ہند کی خوش رنگت کی
ہوا گر پیرس و لندن کا جمال اچھا ہے
جن خیالات سے پھیلی ہیں ودیشی چیزیں ۔
اُن کو اگر ہند میں آجائے زوال اچھا ہے
لکشمی جانے نہ پائے گی تمہارے گھر سے
ہند یو سیکھ لو صنعت کا کمال اچھا ہے
ایرے غیرے بھی بنے پھرتے ہیں رئیس صاحب
عہد انگریز میں دیکھو یہ کمال اچھا ہے
نبشلمنوں پہ ہے کونسل کی حقیقت ظاہر
ماڈریٹوں کے پھنسانے کو یہ جال اچھا ہے
گرچہ سرکار سے مل جاتا ہے کورا ہی جواب ۔

لوگ کہہ دیتے ہیں ممبر کا سوال اچھا ہے
کانگرس کو ہے یقین ہند کی بدحالی کا
سلطنت کہتی ہے اس ملک کا حال اچھا ہے
بھید اس بات کا کھلتا نہیں یارب
کانگرس یا کہ حکومت کا خیال اچھا ہے
قحط و افلاس کی طاری ہوئی گھٹائیں جس پر
کون کہہ سکتا ہے اس ملک کا حال اچھا ہے
تا ابد پھولے پھلے دھر میں مسٹر گاندھی
چمنستانِ وطن کا یہ نہال اچھا ہے
دیس سیوا میں جو آئے وہ مصیبت اچھی
خدمتِ ملک میں ہر رنج و ملال اچھا ہے
مشرقی کہتا ہے خالق کی عبادت بہتر
مغربی کا ہے تقاضا جاہ و مال اچھا ہے
سب خیالات بڑے ہیں اکبر نزدیک فلک
اک فقط ملک کی خدمت کا خیال اچھا ہے

حسرت وطن

نہ ہم نفس ہے کوئی نہ ہے کوئی غمگسار وطن
وطن کی یاد ہے غربت میں یادگارِ وطن
وطن سے اٹھا ہیں جلا وطن ہو کر
ہزار حیف کہ مجھ سے چھٹا دیارِ وطن
گزر رہی ہے تمنا کو نون یادِ وطن
غریب کیسے ہے غربت میں سوگوارِ وطن
مزارِ حسرت مردہ سے آ رہی ہے صدا
کہ زیر خاک ہوں اب بھی ہوں جاں نثار وطن

وطن سے لیکے صبا کچھ پیام لاتی ہے
کہ آرہی ہے اُڑائے ہوئے غبار وطن

خبر تو وحشتِ دل بڑھ گئی ایک ذرا لا نا
کہ میرے بعد ہے! آہ کیا فضاء وطن

زمیں پہ گر نہ پڑے دل میں غریب غش کھاکر
سنبھال اُٹھ کے مجھے دردِ انتظارِ وطن

وہ جاں نثارِ وطن ہیں غریب ہوں افسوس
کہ میرے غم میں گھلتی ہے جانِ زارِ وطن

وہ اودی اودی گھٹائیں وہ جوشِ لالہ و گل
ہزار حیف وہ رعنائی بہارِ وطن

کہاں وہ صحبتِ مرغانِ خوشنوا ہے ہے!
کہاں وہ کنج کہاں وہ سبزہ زارِ وطن

جگر کے داغ وہ دھونے نغمے زادیوں میں کبھی
وہ دلفریب کہاں آہ! آبشارِ وطن

قفس میں پھول نہ صیاد رکھ تسلی کو
عزیز ان سے ہے آنکھوں کو میری خارِ وطن

اسیر دام ہوا میں ملا ہے ذرہ کس وقت
شروع موسمِ گل جوششِ بہارِ وطن

ہوں جاں نثار تیرا ہو نہ بدگماں صیاد
کرم ہا کرم کہ ہوں غربت میں بیقرارِ وطن

دودھ اور پانی

اک روز دودھ نے کی پانی سے پاک الفت
اک جان ہو گئے وہ مل جل کے بھائی بھائی

دم میں بڑھی وہ اُلفت یک رنگ ہو گئے وہ
اک دوسرے کا پایا سو جان سے فدائی

حلوائی نے نہ اُن کی اُلفت کا راز سمجھا
دونوں سے بھر کے رکھی بھٹی پہ جب کڑھائی

برچھی کی طرح اُٹھے شعلے ڈرانے والے
بھائی رہے سلامت پانی کے دل میں آئی

خاموش بھانپ بنکر بھائی پہ جان فدا کی

کیا پاک اپنی ننھی بھائی پہ جان دے دی
اب دودھ میں تھی دیکھو اُلفت کا جوش آیا
کہنے لگا کہاں ہے وہ جاں نثار بھائی
افسوس آگ نے ہے پانی میرا جلایا ہا
مجھ کو نہ بھائی کہنا جب تک نہ کی چڑھائی
کہتے ہی بات اتنی اُس کو جلال آیا
ایسا جھپٹ کے اُبلا وہ آگ سب بجھائی
حلوائی لے دیا اک پانی کا اُس پہ چھینٹا ہا
بیٹھا وہ دودھ نیچے سمجھا کہ آیا بھائی ہا
جس طرح دودھ پانی رکھتے تھے پاک اُلفت
یارب رہے جہان میں ہر ایک بھائی بھائی
عمر عزیز وہ ہے جو قوم پہ فدا ہو ہا
مفقود ہو رہے ہیں اب قوم کے فدائی۔

نیکوں کی پہچان

از لال چند فلک

آگ میں پڑ کر بھی سونے کی چمک جاتی نہیں
کاٹ دینے سے بھی ہیرے کی چمک جاتی نہیں
سِل پہ گھس دینے سے بھی جاتی نہیں چندن کی بو
پھول کی مٹی میں مل کر بھی مہک جاتی نہیں
رنج آتا نہیں نیکوں کی پیشانی پہ بل ہا ہا

دھوپ کی تیزی میں سبزے کی چہک جاتی نہیں
جا نہیں سکتی کبھی دنیں بھی شیروں کی دھاڑ
دست گلچیں میں بھی غنچوں کی چمک جاتی نہیں

خوف و خطر میں بدل سکتی نہیں شیروں کی خو
عندلیبوں کی قفس میں بھی چہک جاتی نہیں
صاحب ہمت نہیں دبتا مخالف سے کبھی
زور سے آندھی کی آتش کی بھڑک جاتی نہیں

نعرہ زن رہتا ہے آفات و حوادث میں دلیرا
بادلوں میں گھر کی بجلی کی کڑک جاتی نہیں
ملک کی الفت کا جذبہ دل سے مٹ سکتا نہیں
قوم کی خدمت کی خواہش اسے ملک جاتی نہیں

مہاراجہ یدھشٹر کی نصیحت

اجو انہوں نے اپنے چار بھائیوں کو مہاراجگان زمانہ میں مطیع بنانے کیلئے روانہ کرتے ہیں پیشتر کی تھی)
اس سے جھک کر خود بھی ملنا جس کے آئے سر جھکے
میان میں تلوار رکھ لینا اگر غصہ سے جھکے
دیکھنا ٹیڑھی بھویں تو بل جبیں پر ڈالنا
سوچ لینا گھی نکلتا ہے تب انگلی جھکے

نسیم

(ن ــــ ا م نسـ ــ ل)

کون کہتا ہے وہ جفا نہ کریں

مولانا حسرت موہانی کی جیل میں کہی ہوئی پہلی غزل
جو ۲۸ اپریل کو سابرمتی جیل میں لکھی گئی ہے

لطف کی اُن سے التجا نہ کریں — ہم نے ایسا کبھی کیا نہ کریں
مل رہے گا جو اُن سے ملنا ہے — لب کو شرمندہ دعا نہ کریں
صبر مشکل ہے آرزو بیکار — کیا کریں عاشقی میں کیا نہ کریں
سالک عشق میں ہے فکر حرام — دل کو تدبیر آشنا نہ کریں
بھول ہی جائیں ہم کو یہ تو نہ ہو — کون کہتا ہے وہ جفا نہ کریں
مرضی یار کے خلاف نہ ہو — لوگ میرے لئے دعا نہ کریں

شوق اُن کا سو مٹ چکا حسرت
کیا کریں ہم اگر وفا نہ کریں

ڈاکٹر اقبال کی تازہ نظم

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
دل اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں غازی بن نہ سکا
کیا خوب امیر فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تو چہرے کا حجازی ہے پر دل کا حجازی بن نہ سکا
اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے

گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

عیش دو جہاں ہے کرم یار پہ موقوف

مولانا حسرت موہانی

احباب سے مخصوص نہ اغیار پہ موقوف
عیش دو جہاں ہے کرم یار پہ موقوف

کر سکتے ہیں خاموش بھی ہم دین کُشِ ملت
یعنی یہ نہیں شورشِ اخبار پہ موقوف

موتوں کی ترقی کے ہیں کچھ اور ہی اسباب
جو ڈاک پہ موقوف نہ ہیں تار پہ موقوف

آسان نہیں اقوال سے اخراجِ تناسخ
یہ بات ہے کچھ دار نہ تیغ آثار پہ موقوف

منصور کی سولی پہ نمایاں ہوئی عظمت
ہے طنطنۂ اہلِ رضا دار پہ موقوف

قوت کی جو پوچھو تو یہ ہوتی ہے ہمیشہ
اقوام ہیں افراد کے ایثار پہ موقوف

کیا چیز تھی حسرت غمِ جاناں کی فراغت
جس کا ہے بیاں میرے دلِ زار پہ موقوف

بیوفائی کے سوا کچھ تجھے منظور بھی ہے

از مہاشہ زیبا پرشاد دربا

تیری سرکار میں کچھ رحم کا دستور بھی ہے
بیوفائی کے سوا کچھ تجھے منظور بھی ہے

اپنے معشوق کی تعریف کہاں تک کیجئے
خوبصورت بھی ہے کمسن بھی ہے مغرور بھی ہے

دیکھئے یار تک ہوتی ہے رسائی کہ نہیں
شام ہونے کو ہے منزل ہی کڑی دور بھی ہے

میرے معشوق کے ہمسر ہو سراپا واعظ
تیری جنت میں بھلا ایسی کوئی حور بھی ہے

پاس ناموس جسے ہو وہی بدنام رہے ہے
جو تری راہ میں رسوا ہے وہ مشہور بھی ہے

تاب نظارہ کہاں مجھ کو پھنکا جاتا ہوں
جلوۂ یار میں اک نار بھی ہے نور بھی ہے

آزمائش کا یہ موقع ہے اٹھا تو خنجر
غیر موجود ہیں حاضر ترا رنجور بھی ہے

چشم جاناں ہے کوئی دل کو بچائیے کیونکر
ایک تو یونہی غضب اس پہ یہ مخمور بھی ہے

محتسب چھوڑ طبیعت کو مزے لینے دے
میں بھی ہوں یار بھی ہے بادۂ انگور بھی ہے

ظلم والوں کو نہیں ظلم سے ہوتا ہے غرور
دیکھ تو خالی سدا خانۂ زنبور بھی ہے

رشک لو دل کو میرے بال سیاہ دکھلا کر
بال اچھلے ہے مرے یہاں شب دیجور بھی ہے

ناز سے جا جو اٹھا تا ہوں تو فرماتے ہیں
عاصی عاشق بھی ہے خاں بھی ہے مزدور بھی ہے

دیکھنا ہے ایک دن دم خم تیری تلوار کا

از شرمیان برہم سروپ صاحب ذکر شرما

ہے دل روشن ہمارا آئنا اک بے تار کا
جانتے ہیں حال گھر بیٹھے سمندر پار کا

حال جب ان سے کیا ہم نے دل بیمار کا
ناز سے بولے یہ قصہ ہے سنا سو بار کا

سر بکف پھرتے ہیں ہم شوقِ شہادت دل میں ہے
دیکھنا ہے ایک دن دم خم تیری تلوار کا

دل میں دی جسکو جگہ دکھ درد میں ساتھی رہے
رائے بیدردی وہ مالک بن گیا گھر بار کا

اپنے جلوے اور مانٹے سے مطلب داستان

ان کو کیا معلوم ہے کیا بھاؤ ہے بازار کا

رہرو راہ محبت دیکھ کر ہمت نہ ہار
طے ہوا جاتا ہے رستہ منزل دشوار کا

راز سربستہ مسیحائی کا رہنے دیجئے
ہو چکا تم سے امداد بس حال بیمار کا

چڑھ کے سولی پر انا الحق کہہ دیا منصور نے
ڈر ہے دنیا میں دل بیدار کو کیا دار کا

ہے کسی کے خنجر موج تبسم کا شکار
پوچھتے ہو حال کیا ذکر جگر افگار کا

چار قیدوں سے جو چھوٹے تب کوئی آزاد ہو

جب چمن بھی ایک ہو اور ایک ہی صیاد ہو — ہے برابر لکھنؤ ہو یا کہ فیض آباد ہو
نقل مجلس کے لئے قید سلاسل کیا ضرور — ہائے آزادی طلب منت کش جلاد ہو
آزمائش سے نہیں ڈرتے کبھی مردان راہ — ہاں ستمگر اس سے بھی بڑھ کر کوئی بیداد ہو
قید غم۔ قید علائق۔ قید ہستی۔ قید جہل — چار قیدوں سے جو چھوٹے تب کوئی آزاد ہو
زہد کامل گو ہے سرمایہ صد ننگ و عار — آشنائے سختی منزل لب فریاد ہو
جب تمنائے قفس لائی ہے تجھ کو کھینچ کر — بلبل ناشاد! پھر کیوں شکوۂ صیاد ہو

قول محکم عزم راسخ پائے ثابت چاہیئے
استقامت دل میں ہو لب پر خدا کی یاد ہو

اگر آزادی چاہتے ہو تو قابل ترین تصنیفوں کا ملاحظہ کرو

یعنی

شیر پنجاب فخر قوم لالہ لاجپت رائے جی۔ مہاتما گاندھی۔ لوک مانیہ تلک مہاراج بھائی پرمانند جی۔ رابندر ناتھ ٹیگور۔ بابو شیو برت لال جی وغیرہ وغیرہ مصنفوں کی اعلے تصنیف کا مطالعہ ہر ایک ہندوستانی بھائی کا کرنا فرض ہے۔

روس کے رشی کونٹ ٹالسٹائی کی کتاب ہماری موجودہ غلامی اور کارل مارکس از لالہ ہردیال ایم اے پریس میں ہیں ناظرین انتظار فرماویں۔ قیمت چھپنے پر مقرر ہوگی۔

اور ہر ایک قسم کی کتب ہمارے ہاں بارعایت مل سکتی ہیں۔

نوٹ:- آرڈر دیتے وقت نام اور پتہ خوشخط لکھیں۔

المشتہر

اوم پرکاش اینڈ برادرس لاہور